یونانی علوم کا مسلمانوں میں داخلہ

۲۔ اموی خلافت

(از جناب شبیر احمد خاں صاحب غوری ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی
بی۔ ٹی رجسٹرار امتحانات عربی و فارسی اتر پردیش)

(۳)

غالباً اس غلطی کی وجہ یوحنائے یروشلم کی "سوانح یوحنائے دمشقی" (جس پر تبصرہ آگے آرہا ہے) کے علاوہ (ا) فہرست ابن الندیم اور (ب) اغانی کی حسب ذیل عبارتیں ہیں

(ا) ابوالفرج نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اخطل عبدالملک کے پاس آیا مگر ٹھہرا اُس کے کاتب سرجون کے بیٹے کے یہاں۔

ان الاخطل قدم علی عبد الملک	اخطل عبدالملک کے پاس آیا۔ پس وہ اُس کے
فنزل علی ابن سرجون کاتبه[1]	کاتب سرجون کے بیٹے کے یہاں ٹھہرا

اس عبارت میں یا تو "ابن" کا لفظ زائد ہے اور واقعہ اُس وقت سے پہلے کا ہے جب کہ عبدالملک نے سرجون کو کتابت خراج سے معزول کیا اور اگر اُس کی وفات کے بعد کا ہے تو "کاتبه" "ابن" کا بدل نہیں ہے بلکہ سرجون کا بدل ہے اور عبارت کے معنی "اُس کے کاتب ابن سرجون کے پاس" نہیں بلکہ "اُس کے کاتب سرجون کے بیٹے کے پاس" ہوں گے کیوں کہ

(ا) اخطل سرجون کا حریف بادہ پیما تھا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ دونوں یزید اول کے

[1] کتاب الاغانی جزء ہفتم صفحہ ۱۶۵

ندیم بادہ گسار تھے [وکان ینادم علیھا سرجون النصرانی لولاہ والاخطل) اس لئے اگر اخطل "مسلمان خلیفہ" کے بجائے کسی اور کے پاس ٹھہرا ہوگا تو وہ اُس کا حریف قدیم سرجون ہی ہونا چاہیئے نہ کہ اُس کا بیٹا کیوں کہ اخطل قیام کے لئے اس غلط انتخاب کی وجہ "ہم مذہبی" نہیں بتاتا بلکہ مے گساری بتاتا ہے [قال درمك من درمککم هذا اولحم وخمر من بیت راس]۔ لہذا واقعۂ زیر بحث میں اخطل نے جس کے پاس قیام کیا وہ سرجون ہی تھا نہ کہ "ابن سرجون"

(ii) عبدالملک نے نہ صرف یہ کہ سرجون ہی کو دیوان خراج کی کتابت سے برطرف کردیا تھا بلکہ رومی کُتّاب کی نازبرداری سے بچنے کے لئے خود دیوان خراج ہی کو رومی سے عربی میں منتقل کردیا تھا۔ اس کے بعد اس محکمہ کا افسر اعلیٰ کسی رومی کو مقرر کرنا کیا معنیٰ، بالخصوص سرجون کے بیٹے کو!! جس کے خاندان کے قبضۂ اثر سے وہ دیوان خراج کو نکالنے کب سے متمنی تھا مگر مصالح ملکی مانع تھے۔ لہذا جوں ہی اسے اس بات کا اطمینان ہوگیا کہ اسے ایسے لوگ چلا سکتے ہیں جن کی نگرانی وہ خود کرسکتا تھا اُسی وقت اُس نے اُسے رومیوں کے اثر سے نکال کر اُن لوگوں کے ہاتھ میں دے دیا جو حساب کتاب عربی میں رکھ سکتے تھے۔

اس لئے دیوان خراج کی عربی میں منتقلی سے پہلے نہ تو سرجون کا وفات پانا ہی صحیح ہے اور نہ اُس کی جگہ اُس کے بیٹے "ابن سرجون" کا مقرر ہونا ہی قرین قیاس ہے۔ لہذا اگر اخطل سرجون کی وفات سے پہلے ٹھہرا تو "ابن سرجون" میں ابن زائد ہے اور اگر بعد میں ٹھہرا تو "ابن سرجون" تو عبدالملک کا کاتب نہ ہوگا مگر چوں کہ اُس کا باپ عرصہ تک عبدالملک کا کاتب رہ چکا تھا اس لئے اخطل "عبدالملک کے کاتب سرجون کے بیٹے کے پاس ٹھہرا" اور اس صورت میں "کاتبہ" ابن کا بدل نہیں ہے بلکہ سرجون کا بدل ہے۔

علی کل حال سرجون کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا عبدالملک کا کاتب یا مشیرِ اعلیٰ نہیں تھا۔

ب۔ ابن الندیم نے الفہرست میں لکھا ہے

"فاما الدیوان بالشام فکان بالرومیۃ والذی کان یکتب علیہ سرجون ابن منصور لمعاویہ بن ابی سفیان ثم منصور بن سرجون ونقل الدیوان فی زمن ھشام بن عبدالملک"[1]	رہا شام کا دیوان خراج تو وہ رومی زبان میں تھا اور اس کا منتظم اعلیٰ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں سرجون بن منصور تھا۔ اُس کے بعد سرجون کا بیٹا منصور کاتب خراج ہوا۔ اور دیوان خراج ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں رومی سے عربی میں منتقل ہوا۔

اس کے بعد ابن الندیم نے وہی روایت بیان کی ہے جو جہشیاری نے لکھی ہے مگر بصیغۂ تمریض۔ لیکن ابن الندیم اور جہشیاری کی روایتوں میں اُصولاً جہشیاری کی روایت ہی کو ترجیح دی جانا چاہیئے۔ اُس نے وزراء و کُتّاب کے حالات اور اُن کی تقرری و برخاستگی پر مستقلاً کتاب لکھی ہے۔ اس کے مقابلے میں ابن الندیم نے دیوان خراج کے رومی سے عربی میں منتقلی کے واقعہ کو صرف ضمناً بیان کیا ہے۔ یہ اُس کے موضوع سے باہر بھی تھا۔

پھر ہشام کے زمانہ میں دیوان خراج کی منتقلی محلِ نظر ہے۔ نیز عبارت بھی مبہم ہے یا کم از کم اتنی واضح اور مفصل نہیں ہے جتنی جہشیاری کی عبارت ہے اس لئے جہشیاری کی روایت کے مقابلے میں قابلِ تمسک نہیں ہو سکتی بالخصوص جب کہ دوسرے مورخین بھی جہشیاری ہی کی تائید کرتے ہیں مثلاً

(ا) بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے:۔

"قالوا ولم یزل دیوان الشام بالرومیۃ حتی ولی عبدالملک بن مروان فلما	کہتے ہیں کہ شام میں دیوان خراج عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت تک رومی زبان ہی میں رہا لیکن[1]

---

[1] الفہرست لابن الندیم صفحہ ۳۳۹

كانت سنة ١٥ امر بنقله وذلك ان رجلاً من كتّاب الروم احتاج ان يكتب شيئاً فلم يجد ماء فبال في الدواة فبلغ ذلك عبد الملك فادبه وامر سليمان بن سعد بنقل الديوان فسأله ان يعينه بخراج الاردن سنة ففعل ذلك وولاهُ الاردن فلم تنقض السنة حتى فرغ من نقله واتى به عبد الملك فدعا لسرجون كاتبه فعرض ذلك عليه فغمه وخرج من عنده كئيباً فلقيه قوم من كُتّاب الروم فقال اطلبوا المعيشة من غير هذه الصناعة فقد قطعها الله عنكم [1]

میں عبدالملک نے اُسے عربی میں منتقل کرنے کا حکم دیا۔ بات یہ ہوئی کہ ایک رومی کاتب کو کچھ لکھنا تھا مگر اُسے دوات میں ڈالنے کو پانی نہیں ملا تو اُس نے پیشاب کر لیا۔ جب عبدالملک کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے اُسے سزا دی اور سلیمان بن سعد کو عربی میں دیوان منتقل کرنے کے لئے حکم دیا۔ سلیمان نے درخواست کی کہ سال بھر اُسے اردن کے خراج پر مقرر کیا جائے عبدالملک نے ایسا ہی کیا۔ ابھی سال ختم نہ ہوا تھا کہ سلیمان نے وہاں کے دیوان خراج کو عربی میں منتقل کر ڈالا اور عبدالملک کو لاکر دیا۔ عبدالملک نے سرجون کو بلا کر دکھایا جس سے وہ بہت غمگین ہوا اور دل شکستہ ہو کر اُس کے پاس سے نکلا باہر کچھ رومی کُتّاب ملے تو اُس نے اُن سے کہا اب اس پیشہ کے علاوہ دوسرے پیشے کے ذریعہ کماؤ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری روزی اس سے منقطع کر دی۔

(ii) طبری نے سنہ ۳۰۲ھ کے واقعات کے آخر میں آغازِ اسلام سے اُس وقت تک جو اہلِ قلم ہوتے تھے اُن کی فہرست دی ہے۔ اس طول طویل فہرست میں صرف ایک کاتب سرجون بن منصور رومی ہے ورنہ سب مسلمان ہیں۔ نیز سرجون کے متعلق اُس نے صرف یہ لکھا ہے کہ وہ امیر معاویہ کے دیوانِ خراج کا میر منشی تھا۔ آگے چل کر لکھا ہے کہ وہ معاویہ بن

[1] فتوح البلدان للبلاذری ص ۲۰۱

یزید کے دیوانِ خراج کا میر منشی تھا۔ اس سے جہشیاری کی اس روایت کی تائید ہوتی ہے
کہ سرجون امیر معاویہ، یزید اور معاویہ بن یزید کے عہدِ خلافت میں دیوان خراج کا میر منشی تھا۔ ولید
بن عبدالملک، سلیمان اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں طبری دیوان خراج کا کاتب
سلیمان بن سعد الخشنی کو بتاتے ہیں۔ جہشیاری اور بلاذری بھی یہی کہتے ہیں کہ عبدالملک نے
سرجون سے دیوانِ خراج کی کتابت لے کر سلیمان بن سعد الخشنی کو تفویض کر دی تھی۔

غرض ان مستند روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ سرجون عبدالملک کی نگاہوں میں
مبغوض تھا۔ لہٰذا اُس کے مشیرِ اعلیٰ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز عبدالملک نے دیوانِ
خراج کی کتابت سے اُسے اُس کی زندگی ہی میں برطرف کر دیا تھا لہٰذا اس بات کا بھی سوال
پیدا نہیں ہوتا کہ اُس کی وفات پر عبدالملک نے یہ عہدہ اُس کے بیٹے کو تفویض کیا۔

لیکن مستشرقین کو اصرار ہے کہ سرجون اور اُس کے بیٹے کی [جسے وہ یوحنائے دمشقی
بتاتے ہیں] عبدالملک کے دربار میں بڑی قدر و منزلت تھی اور وہ نہ صرف نظمِ حکومت ہی پر
صاحبِ اقتدار تھے بلکہ عام معاشرے کے اندر بھی بڑے بااثر تھے۔ فان کریمر کا قول اوپر
مذکور ہوا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے آرٹیکل نویس "یوحنائے دمشقی" نے لکھا ہے :-

John of Damascus (Johannes Damascenus)
(d. before 754) an eminent theologian of
the Eastern Church.... his Arabic name was
Mansur (the victor) and he received the
Epithet Chrysorrhoas (Gold pouring) on
account of his eloquence. his father sergius
a christian, held high office under the saracen
Califph, in which he was succeeded by his son.
(Encyc brit. Vol xii p 102)

[یوحنائے دمشقی (وفات قبل ۷۵۴ء) کلیسائے مشرقی کا ایک ممتاز عالم دینیات . .
. . . . . اُس کا عربی نام منصور (فتح مند) تھا اور وہ اپنی فصاحت اور طلق اللسانی کی وجہ
سے " زرریز " کے لقب سے ملقب تھا۔ اُس کا باپ سرجیس نصرانی خلفائے اسلام کی
ماتحتی میں عہدۂ جلیلہ پر فائز تھا اس کے مرنے پر اُس کا بیٹا اُس کا جانشین ہوا]

اسی طرح انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں لکھا ہے

Some of the most influential persons. About the caliph were also christians John of damascus as well as his Father, held high offices under these Arab rulers of his native city" ency of Religion etc vol. VIII p 899).

[خلیفہ کے حاشیہ نشینوں میں سے اکثر با اثر لوگ عیسائی تھے۔ یوحنائے دمشقی اور اسی طرح
اُس کا باپ اپنے آبائی شہر کے عرب حکمرانوں کی ماتحتی میں عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز تھے۔

اس سے پہلے لکھا ہے

All the clerks in Government offices were Christians and the State archives were written in Greek.... it was only under Abd al malik that the arabic language began to be used exclusively (ibid p 899)

[سرکاری دفاتر میں کلرکوں کا پورا عملہ عیسائی تھا اور سرکاری ریکارڈ یونانی زبان میں
لکھے جاتے تھے . . . . صرف عبدالملک کے زمانہ سے عربی زبان بلا شرکت غیرے

استعمال ہونا شروع ہوئی]

حالانکہ اس اصرار بیجا کی سخافت پہلے ہی ظاہر ہو چکی ہے۔ ایوان حکومت کا "دفتر رسائل" نیز "دیوان عطیات" ہمیشہ عربی میں تھا اور اس کا میر منشی مسلمان عرب یا موالی میں سے کوئی ہوتا تھا۔ لیکن اس آرٹیکل نویس نے مبالغہ کر کے سب کو عیسائی اور دفتری زبان اور سرکاری ریکارڈ (state Archives) کو یونانی بنا دیا حالانکہ (state archives) کا مصداق جتنا "واجبات ارض" پر ہو سکتا ہے جس کا ریکارڈ دیوان خراج میں رکھا جاتا ہوگا اس سے کہیں زیادہ "دیوان رسائل" پر ہونا چاہیے جہاں تمام حکومتی مراسلات اور اور سرکاری اعلانات و مناشیر نیز وقائع ملکی کا ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔

لیکن اس ادعائی تحقیق کا سب سے زیادہ قابل افسوس پہلو یہ ہے کہ مستشرقین نے "سرجون" کو "یوحنائے دمشقی" کا باپ بنا دیا اور اس طرح اس قیاس آرائی کے واسطے راستہ ہموار کر دیا کہ عہد اموی کی فکری و مذہبی تحریکیں شامی مسیحیوں کی رہین منت ہیں۔ بلکہ نکلسن نے تو اس کی تصریح بھی کر دی:-

> It is probable that the latter (Mutazilites) At any rate arose, as von Kremer has Has suggested, under the influence of Greek theologians especially John of Damascus and his pupil, Theodore Abucara (Abu Qurra) the bishop of harran.
> (Nicholson: literary history of Arabs 220

[اس بات کا بہت زیادہ احتمال ہے کہ فرقۂ معتزلہ جیسا کہ فان کریمر کا خیال ہے یونانی علمائے دینیات بالخصوص یوحنائے دمشقی اور اس کے شاگرد تھیوڈور ابو قرہ اسقف

حرّان کے زیر اثر پیدا ہوا]

مگر یہ قیاس آرائیاں قطعاً بے بنیاد ہیں - نہ تو خود یورپین اور مسیحی لٹریچر میں اس بات کا کوئی ثبوت ملتا ہے کہ سرجون یوحنائے دمشقی کا باپ تھا اور نہ یوحنائے دمشقی کی مخصوص تعلیمات ہی اس مفروضہ کی ہمت افزائی کرتی ہیں - ان میں سے دوسری بات کی تفصیل تو آگے آرہی ہے جہاں اس بات کی تحقیق کی جائے گی کہ مسلمانوں کی فکری و مذہبی موشگافیوں پر شام کے مسیحی متکلمین بالخصوص یوحنائے دمشقی کی مخصوص تعلیمات کا کوئی اثر ہوا ہے یا نہیں یہاں تو صرف اس قیاس آرائی کا جائزہ لینا ہے کہ "سرجون یوحنائے دمشقی کا باپ تھا"

یوحنائے دمشقی کی ایک تاریخی شخصیت ہو تو ہو لیکن ہے بہت زیادہ مجہول الحال۔ اُس کی سوانح حیات اُس کے دو ڈھائی سو سال بعد مسیحی بت پرستی کے ایک سرگرم مبلغ یوحنائے یروشلم نے مرتب کی تھی - خود اس یوحنائے یروشلم کے متعلق تاریخ کو کچھ معلوم نہیں ہے - اس سوانح حیات کی مدد سے جو تاریخ سے زیادہ افسانہ کی مصداق ہے، محققین یورپ نے یوحنائے دمشقی کی سوانح عمریاں مرتب کرنے کی کوشش کی ہے - ان میں سے "حیات یوحنائے دمشقی" میرے پیش نظر ہے جسے ریورنڈ جے - ایچ لپٹن (lupton) نے لکھا تھا - وہ خود اس افسانوی سوانح (از یوحنائے یروشلم) کے متعلق لکھتا ہے :-

"The life of st. John of Damascus which
is found prefixed to editions of his
Collected works .....is in many respects
an unsatistisfactory one........
there is little precison about names
or dates; while on at laest
Of the events related so far surpasses

likeef as to make neander and others stigmas it as fabulous. lopton: st. john of damascus page 23

[یوحنائے دمشقی کی سوانح حیات جو اُس کی تصانیف کے مجموعہ کے شروع میں منضم پائی جاتی ہیں..... اکثر حالات میں بہت زیادہ ناقابل اطمینان ہیں افراد و اوقات کے متعلق ان میں بہت کم صحت پائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ کم از کم ایک ایسا واقعہ اس میں بیان کیا گیا ہے جو اس درجہ خلاف عقل ہے کہ اس کی وجہ سے نیانڈر وغیرہ نے اسے افسانہ قرار دیا ہے]

باایں ہمہ افسانویت نہ تو یوحنائے یروشلم یہ کہتا ہے کہ

(i) یوحنائے دمشقی سرجون کا بیٹا تھا یا

(ii) عبدالملک کا کاتب تھا

(iii) اور نہ ہی اس کا بیان کردہ یوحنائے دمشقی اور اُس کے باپ کا کردار سرجون اور اُس کے بیٹے کے کردار کے ساتھ جس کی تفاصیل تاریخ و تراجم کی کتابوں میں محفوظ ہے، ہم آہنگ ہے۔

(i) یہ سوانح نویس صرف اتنا کہتا ہے کہ یوحنائے دمشقی کا باپ ایک بڑا آدمی تھا اور اسلامی سلطنت میں منتظم اعلیٰ تھا۔

"The father of this second john of damascus was a man in high station, being appointed to administer the public affairs through the whole country".

Lupton: st. John of Damascus p. 25

[اس یوحنائے ثانی (یوحنائے دمشقی کا باپ)..... بڑا صاحب مرتبہ تھا جو پورے

سلطنت کے اُمورِ ملکی کے انتظام پر مامور تھا]

اس سے زیادہ جو کچھ ہے وہ مدعیانِ حقیقت رسی کی "رہ افسانہ زدن" ہے چنانچہ

(i) اسمانی (Assemany) اور اس کی تقلید میں ڈاکٹر لٹل ڈیل (littledale) لکھتے ہیں کہ یوحنائے دمشقی کے باپ کا نام منصور تھا۔ اسمانی کا تو یہاں تک خیال ہے کہ اسی منصور نے قوم فروشی کر کے دمشق پر مسلمانوں کا قبضہ کرایا تھا۔

(ب) تھیوفینس (Theophanes) کی عبارت سے لیکوئین (lequien) نے نتیجہ نکالا ہے کہ یوحنائے دمشقی کے باپ کا نام سرجون (sergus) تھا جس کے متعلق تھیوفینس کہتا ہے کہ وہ ایک دیندار نصرانی تھا اور خلیفہ عبد الملک کے زمانہ میں بڑا عہدہ دار (logothete) تھا

(ii) اسی طرح سوانح نویس کہتا ہے کہ باپ کی وفات پر یوحنائے دمشقی اُس سے بھی زیادہ معزز عہدہ پر فائز کیا گیا اور سلطنت کا مشیرِ اعلیٰ بنایا گیا۔

On the death of his father John Mansur was Sent for to the court and raised to a yet Higher office than his father had occupied, being Made protosymbulus or chief councillor

[اپنے باپ کی وفات پر یوحنا منصور دربار میں طلب کیا گیا اور اس عہدہ سے بھی بڑے عہدہ پر مقرر کیا گیا جس پر اُس کا باپ فائز تھا۔ وہ مشیرِ اعلیٰ بنایا گیا]

اس عبارت میں سوانح نویس یوحنائے دمشقی کے ولیِ نعمت کا نام نہیں بتاتا مستشرقین نے قیاس آرائی کر کے اُسے عبد الملک (۶۸۵ - ۷۰۵ء) یا ولید (۷۰۵-۷۱۴ء) لیا ہے۔ حالانکہ سوانح حیات کی دوسری تفصیلات اس قیاس آرائی کے ساتھ درست نہیں ہیں مثلاً سوانح نویس کہتا ہے کہ یوحنائے دمشقی کے باپ نے اُس کی تعلیم کے لئے ایک

راہب مسمی کوسما (Cosmas) کو مقرر کیا تھا جو سسلی کے جنگی قیدیوں میں گرفتار ہوکر آیا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے سسلی کو ۸۲۷ء کے بعد فتح کیا۔ اس لئے کوسما اور اُس کے شاگرد یوحنائے دمشقی کا زمانہ عبدالملک کے تقریباً سوا سو سال بعد کا ہوتا ہے مگر ایک دلچسپ معجزے کی تمہید کے لئے سوانح نگار نے یوحنائے دمشقی کو قیصر لیو آئیسورین (leo the isaurian) کا معاصر بنا دیا ہے اس لئے محققین یورپ نے اُس کا (یوحنائے دمشقی کا) زمانہ پیچھے ہٹا کر (۶۷۶ - ۷۵۲ء) کر دیا اور چونکہ تاریخ میں عبدالملک ہی کے زمانہ میں ایک نصرانی کاتب سرجون اور اُس کے بیٹے ابن سرجون کا نام ملتا ہے لہٰذا مستشرقین نے یوحنائے دمشقی اور اُس کے باپ کو عبدالملک کا مشیر سلطنت بنا دیا۔ مزید تفصیل حسب ذیل ہے۔

یوحنائے دمشقی غالباً ایک تاریخی شخصیت ہے اُس کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسیحی بت پرستی کا بڑا سرگرم مبلغ تھا۔ نیز سینٹ سابا کی خانقاہ سے اُس کی وابستگی مشہور ہے ایک مناظر عالم دینیات کے خانقاہ میں داخلہ لینے کے واسطے اُس کے عقیدت مندوں نے اس شاعرانہ حسن تعلیل سے کام لیا کہ اُس کے ہاتھ کٹوا دیئے گئے تھے مگر اُس نے کنواری مریم کی مورت کے سامنے دعا مانگی کہ یہ ہاتھ پھر جڑ جائیں اُس کے بعد اُس پر غنودگی طاری ہوئی اور خواب میں مراد پوری ہونے کی بشارت ملی۔ بیدار ہوکر دیکھا کہ ہاتھ پہلے کی طرح صحیح سالم ہیں۔ جب ہاتھ کاٹنے والے بادشاہ کو معلوم ہوا تو اُس نے بڑی معذرت کے ساتھ اسے سابق اعزاز پر بحال کرنا چاہا مگر سینٹ یوحنائے دمشقی نے اُس کے مقابلہ میں خانقاہ کی رہبانیت کو ترجیح دی اور سینٹ سابا کی خانقاہ میں داخل ہوگیا۔

ہاتھ کاٹنے کے الزام کے لئے مسلمانوں کے خلیفہ سے زیادہ مستحق کون ہوسکتا تھا مگر مسیحی بت پرستوں میں مسلمانوں کے علاوہ ایک عیسائی بھی مبغوض ہے اور غالباً مسلمانوں سے زیادہ مبغوض۔ یہ قیصر لیو ہے جو (Icono clast) (بت شکن) تحریک کا پرجوش کارکن تھا اس لئے یہ شاعرانہ تعلیل فرمائی گئی کہ۔ قیصر لیو نے بت پرستی کے خلاف حکم جاری کیا

تو یوحنائے دمشقی نے اُس کے خلاف مسیحی رائے عامہ کو برانگیختہ کیا۔ اس سے لیو بہت برافروختہ ہوا مگر چوں کہ یوحنا دمشق میں رہتا تھا جو مسلمان خلیفہ کے قبضہ میں تھا اس لئے لیو اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ لہذا اُس نے یوحنا کی طرف سے اپنے نام ایک جعلی خط لکھا کہ آپ دمشق پر حملہ کریں میں یہ شہر آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ بعد میں یہ جعلی خط مسلمان بادشاہ دمشق کے پاس بھیج دیا گیا جس نے غضبناک ہو کر یوحنا کے ہاتھ کٹوا ڈالے۔

اس طرح ایک مجہول الحال شخصیت افسانوں کے پردوں میں اور مستور ہو گئی بعد کے عقیدت مندوں نے ان افسانوں کو حقیقت سمجھنے پر اصرار کیا اور جب یہ خود آپس میں دست و گریباں نظر آئے تو متناقض نظریے تراشنا شروع کئے۔

بہر حال چوں کہ یوحنائے دمشقی کی تصانیف قیصر لیو اور اُس کی Inonoclastic تحریک کے خلاف زہر چکانی سے معمور ہیں لہذا اُس کے عقیدت مندوں نے اُسے قیصر لیو کا معاصر نادیا۔ قیصر لیو عبدالملک اور ولید کا ہم عصر تھا اس طرح قدیم عقیدت مندوں کی شاعرانہ حسن تخیل بعد کے محققین کی "تحقیقاتِ انیقہ" کی اساس بن گئی اور یوحنائے دمشقی عبدالملک کا ہم عصر قرار دیا گیا اور چوں کہ عبدالملک کے عہد میں سرجون بن منصور اور بقول ابن الندیم منصور بن سرجون نام کے دو نصرانی ملتے ہیں جو دیوانِ خراج کے منتظمِ اعلیٰ تھے لہذا یوحنائے دمشقی کا عربی نام منصور اور اُس کے باپ کا نام سرجون ایک تاریخی حقیقت سمجھ لیا گیا۔

غرض یوحنائے دمشقی ایک تاریخی شخصیت ہونے کے باوجود وہ نہیں ہے جو اُس کے متقدمین اور بعد کے متاخرین بتاتے ہیں۔ کم از کم جو تفصیلات یورپی لٹریچر میں یوحنائے دمشقی کے متعلق ملتی ہیں وہ یہ ثابت کرنے سے قاصر ہیں کہ یوحنائے دمشقی عبدالملک کے کاتب سرجون کا بیٹا تھا۔

(iii) اس سلبی ثبوت کے علاوہ اس بات کا ایجابی ثبوت بھی ہے کہ یوحنائے دمشقی اور اُس کا باپ سرجون کاتب عبدالملک اور اُس کے بیٹے سے قطعاً مختلف تھے۔ یوحنائے دمشقی اور اُس کے باپ کا کردار سرجون کاتبِ عبدالملک اور اُس کے بیٹے کے کردار کی قطعاً

ضد ہے۔ یوحنائے دمشقی تو تقویٰ و پرہیزگاری اور متانت و سنجیدگی کا مجسمہ تھا ہی۔ سوانح نویسوں نے اُس کے باپ کو بھی بڑا نیکوکار اور پرہیزگار بتایا ہے :-

The father of this second John (John of damascus) had inconsequence great wealth but all his Reches he devoted not to rioting and drunkennen but to the good works (Jide p. 25).

[یوحنائے دمشقی کے باپ نے بہت زیادہ دولت کمائی تھی مگر اُس نے اسے لہو و لعب اور مے نوشی میں صرف نہیں کیا بلکہ نیک کاموں میں خرچ کیا -]

اس کے مقابلے میں تاریخی سرجون کا کردار یہ ہے کہ وہ عیاشی و مے نوشی میں یزید کا حریف بادہ پیما تھا۔ اغانی کا قول اوپر گزر چکا ہے کہ

"کان یزید بن معاویہ اول من سن الملاھی فی الاسلام ..... واظھر الفتک وشرب الخمر وکان ینادم علیھا سرجون النصرانی مولاہ"[1]

اسی طرح سرجون کا بیٹا [جسے محققین یورپ یوحنائے دمشقی بتاتے ہیں] اول درجہ شرابی کبابی تھا یہاں تک کہ صرف اُس کے شراب کباب کے لالچ میں دربار کا ملک الشعراء اخطل خلیفۂ وقت کے پاس قیام کرنے کے بجائے "ابن سرجون" کے پاس قیام کرتا تھا۔ اغانی میں ہے کہ

"ان الاخطل قدم علی عبد الملک فنزل علی ابن سرجون کاتبہ فقال عبد الملک علی من نزلت قال علی فلان قال قاتلک اللہ ما اعلمک بصالح المنازل فما ترید ان ینزلک قال درمک من درمکم ھذا ولحم وخمر من بیت راس"[2]

یہ تاریخی حقائق ہیں۔ اس لئے یا تو یوحنائے دمشقی اور اُس کے باپ بادہ گسار رہے تھے۔ اس صورت میں وہ کیسے ہی عالم عصر و فاضل دہر ہوں صدر اسلام کی فکری و مذہبی

[1] کتاب الاغانی جزء شانزدہم صفحہ ۶۸ [2] کتاب الاغانی جزء ہفتم صفحہ ۱۶۵

تحریکوں (عقلی موشگافیوں) کو متاثر نہیں کر سکتے تھے۔ یا جیسا کہ تاریخی شواہد سے ثابت ہے وہ سرجون وابن سرجون نہیں تھے بلکہ بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس صورت میں اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ انھوں نے عہد اموی کی کسی عقلی تحریک کو متاثر کیا۔

بہر حال فان کریمر کا یہ استدلال بالکل بے بنیاد ہے کہ یوحنائے دمشقی نے مسلمانوں کے ابتدائی کلامی رجحانات کو متاثر کیا، یا اُس کے انکار سے متاثر ہو کر اسلام میں "ارجاء" اور "قدریت" کے عقاید پیدا ہوئے۔ (مزید تفصیل آگے آئے گی)

اردو مجلس حیدر آباد کا سہ ماہی رجحان

مجلس

عمدہ کاغذ، نفیس کتابت وطباعت کے ساتھ ساتھ بلند پایہ تحقیقی وتنقیدی مضامین کا حامل ہوتا ہے

اپنے ذوق کی تسکین کے لئے مجلس کا مطالعہ کیجئے

زر سالانہ: تین روپے۔ بیرون حیدر آباد سے تین روپے ۵۰ نئے پیسے

پتہ: ایڈیٹر مجلس (سہ ماہی)

اردو مجلس، اردو ہال، حمایت نگر، حیدر آباد دکن

31084

وحی الٰہی

جدید ایڈیشن

تالیف مولانا سعید احمد صاحب ایم۔ اے

مسئلہ وحی پر ایک محققانہ کتاب جس میں اس مسئلہ کے تمام گوشوں پر ایسے دل پذیر و دلکش انداز میں بحث کی گئی ہے کہ وحی اور اس کی صداقت کا ایمان افروز نقشہ آنکھوں کو روشن کرتا ہوا دل میں سما جاتا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات کے مطالعہ کے لائق کتاب ہے کاغذ نہایت اعلیٰ، کتابت نفیس، طباعت عمدہ۔ صفحات ۲۰۰ قیمت سے، مجلد للعہ